آپؐ کی اطاعت

﴿۱﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔ (شرح السنۃ)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش اس (شریعت) کے تابع نہ ہو جائے جسے لے کر میں آیا ہوں۔“

تشریح: حقیقی مومن وہی ہے جو دل سے فکر و عمل کے اس راستہ کو اختیار کر لے جس کی طرف حضورؐ نے رہنمائی فرمائی ہے اور دل سے یہ مان لے کہ حق وہی ہے جسے اللہ کے رسول نے حق کہا اور جسے آپؐ نے غلط قرار دیا ہے وہ فی الواقع غلط ہے۔ ایمان کی صحیح کیفیت یہی ہے کہ آدمی کی خواہشات اور اس کے میلانات اس ہدایت کے تابع ہو جائیں جسے لے کر اللہ کا رسولؐ دنیا میں مبعوث ہوا ہے، جس نے ہدایت کو چھوڑ کر خواہشاتِ نفس کا اتباع کیا وہ صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے: وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوَاہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ؁ (القصص:۵۰) ”اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشِ نفس کی پیروی کی۔ اللہ ظالم لوگوں کو راہ پر نہیں لگاتا۔“

﴿۲﴾ وَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا وَ مَنْ یَّاْبٰی؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔ (بخاری)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے بجز اس شخص کے جو انکار کر دے۔“ (صحابہؓ نے) عرض کیا: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی بے شک اس نے انکار کیا۔“

تشریح: یعنی جو آپؐ کی نافرمانی کرتا اور آپؐ کے اتباع سے گریز کرتا ہے وہ فی الحقیقت آپؐ کا انکار کرتا ہے۔

﴿۳﴾ وَ عَنْ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: تَرَکْتُ فِیْکُمْ

اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔ (موطّا)

ترجمہ: حضرت مالک بن انسؓ سے ایک مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک انھیں تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے: خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ گمراہی اور ضلالت سے بچنے کے لیے جہاں کتاب اللہ کی پیروی ضروری ہے وہیں ہمارے لیے یہ بھی لازم ہے کہ ہم خدا کے رسول ﷺ کی سنت اور آپؐ کے ارشادات کی پیروی بھی اختیار کریں۔ آپؐ سے بے نیاز ہو کر تو کوئی صحیح معنوں میں کتاب اللہ کا پیرو بھی نہیں بن سکتا۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اپنی کتاب کا شارح و ترجمان بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ کے ارشادات اور آپؐ کی سیرت در حقیقت کتاب اللہ کی شرح ہیں۔ آپؐ کی جہاں اور بہت سی ذمہ داریاں تھیں وہیں ایک اہم ذمہ داری یہ بھی تھی کہ آپؐ لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیں۔

(سورۃ البقرہ ۱۲۹، آل عمران: ۱۶۴، الجمعہ ۲)

(۴) وَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَاْتِیْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَیْتُ عَنْهُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہرگز تم میں سے کسی شخص کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اسے میرے ان احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جن کا میں نے حکم دیا ہو یا جن سے میں نے روکا ہو تو وہ کہے کہ میں نہیں جانتا۔ جو کچھ میں نے اللہ کی کتاب میں پایا، اسی کا اتباع کیا۔''

تشریح: مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ کی طرح ان احکام کی بھی پیروی کرے جو اللہ کے رسولؐ کی طرف سے اس تک پہنچے ہوں۔ آپؐ کی سنت کتاب اللہ کی تشریح کی حیثیت رکھتی ہے (النحل: ۱۴۴) تشریح کے لیے تشریعی احکام بھی اللہ کی طرف سے آپؐ کو عطا ہوئے ہیں۔ قرآن میں آپؐ کے بارے میں ارشاد ہوا ہے: یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ (الاعراف: ۱۵۷) ''(وہ نبیؐ) انھیں نیکی کا حکم دیتا ہے

اور انھیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان کے لیے ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔"

﴿۵﴾ وَ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خطبہ دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: "حمد وصلوٰۃ کے بعد (اب یہ بات سن لو کہ) بہترین کلام اللہ کی کتاب (قرآن کریم) ہے اور بہترین راستہ محمد کا راستہ ہے اور بدترین باتیں وہ ہیں جو (دین میں) نئی نکلی ہوں اور (دین میں) ہر نئی اور بڑھائی ہوئی بات گمراہی ہے۔"

تشریح: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔ (بخاری ومسلم) "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی ہو جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔"

دین میں کسی نئی چیز کو داخل کرنا ضلالت اور گمراہی ہے۔ دین میں اضافہ یا ترمیم و تنسیخ کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ خدا کی طرف سے دین جس شکل میں ہم تک پہنچا ہے ہمیں اسے اسی شکل میں اختیار کرنا چاہیے۔ دین میں اضافہ درحقیقت دین کی صورت کو مسخ کر دینے کے مرادف ہے۔ پچھلی امتوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب ان کے دین میں بدعتوں کو داخل ہونے کا موقع ملا تو اس چیز نے دین کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ عقائد سے لے کر اعمال تک ساری چیزوں میں بگاڑ اس درجہ پیدا ہو گیا کہ اصل دین کا پتہ لگانا بھی مشکل ہو گیا۔

﴿۶﴾ وَ عَنْ غُضَیْبِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُھَا مِنَ السُّنَّۃِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّۃٍ خَیْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَۃٍ۔ (احمد)

ترجمہ: غضیب بن حارث الثمالیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات نکالی اس جیسی ایک سنت (اس قوم سے) اٹھالی گئی تو سنت کو مضبوط پکڑے رہنا نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔"

تشریح: بدعت کا سنت کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں لگ سکتا۔ جس نوعیت کی بدعت ایجاد کی جائے گی اسی نوعیت کی سنت قوم سے اٹھ جائے گی۔ دین اپنی جگہ پر کامل ہے۔ اس میں کسی اضافہ اور پیوند کاری کی گنجائش نہیں ہے۔ بدعت جب بھی داخل ہوگی وہ کسی سنت کی جگہ لے گی۔ مثلاً نماز کا ایک طریقہ حضورؐ کا سکھایا ہوا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اپنی طرف سے نماز میں کوئی بات داخل کر دے تو اس سے نماز کے اس حصہ کو صدمہ پہنچے گا جس میں وہ اپنی طرف سے کوئی بات داخل کر رہا ہے اور پھر اس کا اثر نماز کی پوری ہیئت پر پڑے گا۔ دانائی کی بات یہ نہیں ہے کہ آدمی دین میں بدعات ایجاد کرتا پھرے بلکہ دانش مندی کی بات یہ ہے کہ آدمی سنت سے چمٹا رہے۔ خیر و برکت سب کچھ سنت ہی سے وابستہ ہے۔

﴿۷﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاَةِ شَهِیْدٍ۔ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے میری امت کے بگاڑ کے زمانے میں میری سنت کو اختیار کیا۔ اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔“

تشریح: ایسے وقت میں جبکہ امت میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہو اور لوگ دین سے بالکل غافل ہو گئے ہوں، طرح طرح کی بدعتیں ایجاد کر لی گئی ہوں، دین کے نام پر طرح طرح کے فتنے برپا ہوں، اس پر آشوب زمانے میں سنت پر عمل پیرا ہونا، اسے اجاگر کرنا جہادِ عظیم سے کم نہیں ہے۔ اس لیے اس کا ثواب بھی اللہ کے یہاں زیادہ رکھا گیا ہے۔

﴿۸﴾ وَ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَحْیٰی سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَ مَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا یَرْضٰهَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا یُنْقَصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئًا۔

ترجمہ: بلال بن حارث مزنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا، جو میرے بعد مردہ ہوگئی ہو تو اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کے

برابر سے ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ ان (عمل کرنے والوں) کے اجر و ثواب میں کچھ کمی کی جائے اور جس شخص نے گمراہی کی کوئی ایسی بات نکالی جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں تو اس (بدعت) پر عمل کرنے والوں کے برابر اس کے حصہ میں گناہ آئے گا بغیر اس کے کہ ان (عمل کرنے والوں) کے بوجھ میں کچھ کمی کی جائے۔''

بعثتِ عام

﴿۱﴾ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اُدْرِکُ حَیًّا وَّ مَنْ یُّوْلَدُ بَعْدِیْ۔ (ابن سعد، الکنز، والخصائص)

ترجمہ: حضرت حسن سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کا بھی رسول ہوں جو (اس وقت) زندہ ہیں اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔''

تشریح: یعنی آپؐ کی نبوت کا تعلق صرف آپؐ کے زمانے سے ہی نہیں ہے بلکہ آپؐ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے۔

﴿۲﴾ وَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَ رَاٰنِیْ مَرَّۃً وَ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَلَمْ یَرَنِیْ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔ (احمد)

ترجمہ: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے ایک مبارکباد جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اسے سات مبارکباد جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔''

تشریح: اس حدیث میں بعد میں آنے والوں کے لیے تسلی کا سامان ہے۔ آپؐ نے انھیں سات بار مبارکباد اس لیے دی ہے کہ وہ آپ کو نہ دیکھنے کے باوجود آپؐ کی رسالت کا اقرار کریں گے اور آپؐ کو دل و جان سے عزیز رکھیں گے۔ دوسرے پہلوؤں سے صحابۂ کرامؓ کو جو فضیلت حاصل ہے اس میں ان کا شریک کون ہوسکتا ہے۔

﴿۳﴾ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام ہی انسانوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔''